10 مئی 1963

ازعدالت عظمیٰ

چھالیہ گلہ رام چندرایا

بنام

بوپنا ستیہ نارائنا اور دیگران

(پی۔بی۔گجیندر گڈکر، کے۔این۔وانچواور کے۔سی۔داس گپتاجسٹسز)

جزوی تکمیل—جائیداد میں مفاد عامہ کی منتقلی کے تحت معاہدے—رجسٹرڈ دستاویز کی عدم موجودگی—ہندوستانی قانونی ضرورت—انگریزی مساوی نظریہ—اطلاق—جائیداد منتقلی ایکٹ، 1882(1882 کا ایکٹ 4)دفعہ 53اے۔

مدعیوں نے تقسیم کے لیے مقدمہ دائر کیا،ان میں سے دو نے چندرپا کو واپس کرنے والے ہونے کا دعویٰ کیا اور تیسرا مدعا علیہان 4، 5اور 7 نے واپس کرنے والوں کے مفاد کا خریدار ہونے کا دعویٰ کیا۔اس طرح وہ جائیدادوں کے 5 / 6ویں حصے کے حقدار تھے جبکہ چھٹا مدعا علیہ چندرپا کے بقیہ 1 / 6ویں حصے میں واپسی کا حقدار تھا۔جائیداد ناگیا کے تین بیٹوں کے قبضے میں تھی، پہلے تین مدعا علیہان،جنہوں نے اس بات سے انکار کیا کہ یہ جائیدادیں کبھی بھی چندرپا کی تھیں اور یہ بھی کہ مدعی 1اور 2 یامدعا علیہان 4 سے 7اس کے منحرف تھے۔بنیادی دفاع یہ تھا کہ اگرچہ یہ جائیدادیں چندرپا کی تھیں، مدعا علیہان کے والدناگیا چندرپا کے غیر قانونی داماد کے طور پر ان کے حقدار بن گئے،اس بنیاد پر کہ چندرپا نے ناگیا کو اپنے خاندان میں اس معاہدے کے تحت لایا تھا کہ وہ اپنی بیوی کی بہن کی بیٹی منگما سے شادی کرے گا اور چندرپا کی موت کے بعد پوری جائیداد کا وارث ہوگا۔ٹرائل کورٹ نے مقدمہ خارج کر دیا۔اپیل پر ہائی کورٹ نے حکم کو کالعدم قرار دیا اور مقدمے کا فیصلہ سنایا۔سرٹیفکیٹ پر،اس عدالت میں اپیل کنندہ کی طرف سے صرف یہ دلیل اٹھائی گئی تھی کہ اگرچہ مخصوص کارکردگی طلب نہیں کی گئی تھی،لیکن معاہدہ خود ہی چندرپا کی موت پر جائیدادیں سودنا گیا کو منتقل کرنے کا اثر ڈالے گا۔

یہ مانا گیا کہ ٹرانسفر آف پراپرٹی ایکٹ میں دفعہ 53اے کے نفاذ کے بعد،واحد معاملہ جس میں جزوی کارکردگی کے مساوات کا انگریزی نظریہ ہندوستان میں لاگو کیا جاسکتا ہے،وہ ہے جہاں دفعہ 53اے کے تقاضے پورے ہوتے ہیں۔فوری صورت میں،دفعہ 53 اے کا کوئی اطلاق نہیں ہے۔لہذا یہ فرض کیا جانا چاہیے کہ مساوات کے تحفظات ناگیا یا اس کے وارثوں کو زمینوں میں کوئی لقب نہیں دے سکتے جو قانون کے تحت صرف ایک رجسٹرڈ دستاویز کے ذریعے دیا جاسکتا ہے۔اس لیے اپیل کو مسترد کیا جانا چاہیے۔

چلہ پاپی ریڈی بمقابلہ چلہ کوٹی ریڈی،(1872) 7مدراس ایچ جی آر 25 بھالا نہانا بمقابلہ پربھوہری،(2 1877 آئی ایل آر بمبئی 67اسیتا موہن گھوش مولک بمقابلہ موہن گھوش مولک،(1916) 20 سی ڈبلیو این 901وینکیا مار اؤ بمقابلہ اپاراؤ،(1916) ایل آر 43 آئی۔اے 138اریف بمقابلہ جدوناتھ مجومدار،(1930) آئی ایل آر 58 کلکتہ1235،قابل اطلاق منعقد ہوا۔

اریف بمقابلہ جدوناتھ ماجوندار، (1931) ایل آر 58 آئی اے 91 پر انحصار کیا۔

دیوانی اپیل کا عدالتی حد اختیار 1961: کی سول اپیل نمبر 331۔

1950 کے اپیل سوٹ نمبر 182 میں آندھرا پردیش ہائی کورٹ کے 29 مارچ 1956 کے فیصلے اور فرمان سے اپیل۔

اپیل گزاروں کی طرف سے بی مناوالا چودھری اور بی کے بی نائیڈو۔

جواب دہندگان نمبر 1، 2 اور 8 کے لیے نرسیا چودھری اور آر گوپال کرشنن۔

.10.1963 مئی۔ عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

داس گپتا۔ جے— آندھرا پردیش کی ہائی کورٹ کی طرف سے دیئے گئے سرٹیفکیٹ پر لائی گئی یہ اپیل اس عدالت کے اس فیصلے کے خلاف ہے جس میں ماتحت جج مسولی پٹنم کی طرف سے تقسیم کے مقدمے کو مسترد کرنے کے حکم نامے کو کالعدم قرار دیا گیا تھا۔

مقدمہ دائر کرنے والے تین مدعیوں میں سے دو نے دعوی کیا کہ وہ بوپنا چندر پا کے مخالف ہیں، جن کا ہم چندر پا کے طور پر حوالہ دیں گے، اور تیسرا کچھ مدعا علیہان 4، 5 اور 7 کے مفاد کا خریدار رہے۔ شکایت کے مطابق تین مدعی اس طرح جائیدادوں کے 5/6 ویں حصے کے حقدار تھے جبکہ چھٹا مدعا علیہ چندر پا کے بقیہ 1/ 6 ویں حصے میں واپسی کا حقدار تھا۔ تاہم یہ جائیداد نا گیا کے تین بیٹوں کے اصل قبضے میں تھی جنہیں پہلے تین مدعا علیہان کے طور پر شامل کیا گیا تھا۔

مقدمے کا مقابلہ کرتے ہوئے ان مدعا علیہان نے اس بات سے انکار کیا کہ یہ جائیدادیں کبھی چندر پا کی تھیں اور مزید یہ کہ مدعی 1 اور 2 یا مدعا علیہان 4، 5، 6 اور 7 اس کے مدعا علیہان تھے۔ تاہم بنیادی دفاع یہ تھا کہ اگرچہ جائیدادوں کا تعلق چنپر پا سے تھا، مدعا علیہ کے والد نا گیا چندر پا کے غیر قانونی داماد کے طور پر ان کے حقدار بن گئے۔ نادان داماد کی اس درخواست کی بنیاد یہ بتائی جاتی تھی کہ چندر پا نا گیا کو اس معاہدے کے تحت اپنے خاندان میں لایا تھا کہ نا گیا اپنی بیوی کی بہن کی بیٹی منگما سے شادی کرے گا اور جائیدادوں کی کاشت اور انتظام میں اس کی مدد کرے گا، جس پر غور کرتے ہوئے نا گیا چندر پا کی موت کے بعد پوری جائیداد کا وارث ہوگا۔

ٹرائل کورٹ نے فیصلہ دیا کہ مقدمے کی تمام جائیدادیں سوائے ایک چھوٹے حصے کے چندر پا کی ہیں اور مدعی چندر پا کی جائیدادوں کے 5/ 6 ویں حصے کے حقدار ہوں گے اور چھٹے مدعا علیہ چندر پا کی بیوہ راما کی موت پر بقیہ 1/ 6 ویں 6 ویں حصے کے حقدار ہوں گے۔ تاہم انہوں نے دفاعی کیس کو قبول کرلیا کہ نا گیا چندر پا کی موت پر چندر پا کے غیر قانونی داماد کی حیثیت سے جائیداد کا حقدار بن گیا تھا اور اسی کے مطابق مقدمہ خارج کردیا۔

اپیل پر، ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ وہ رواج جس کے ذریعے ایک غیر قانونی داماد کو وراثت میں ملنے والی جائیداد کو اس معاملے تک نہیں بڑھایا جا سکتا جہاں شادی جائیداد کے مالک کی بیٹی کے ساتھ نہیں بلکہ اس کے کسی اور رشتے کے ساتھ ہوئی ہو۔ ہائی کورٹ نے ایک متبادل عرضی کو بھی مسترد کر دیا جو بظاہر اس کے سامنے اٹھائی گئی تھی کہ نا گیا اپنے اور چندر پا کے درمیان معاہدے کی بنیاد پر جائیداد کا حقدار بن گیا۔ قانون کے اس تناظر میں، ہائی کورٹ نے ٹرائل کورٹ کے ذریعے منظور کردہ حکم کو کالعدم قرار دیا اور مقدمے کا فیصلہ سنایا۔

اب ہمارے سامنے یہ متنازعہ نہیں ہے کہ ایک غیر قانونی داماد کے حقوق کا دعوی کوئی ایسا شخص نہیں کر سکتا جو جائیداد کے مالک کے اس وعدے کے تحت کرے کہ وہ جائیداد کا وارث ہوگا، بیٹی سے نہیں بلکہ جائیداد کے مالک کے کسی دوسرے رشتے دار سے شادی کرتا ہے۔ تاہم جو متبادل دلیل ہائی کورٹ کے سامنے اٹھائی گئی تھی اسے ہمارے سامنے دہرایا گیا ہے۔ اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ چندر پا اور نا گیا کے درمیان ایک اچھا اور درست معاہدہ تھا، کہ نا گیا کے منگما سے شادی کرنے اور چندر پا کی جائیداد کی دیکھ بھال کرنے پر غور کرتے ہوئے، چندر پا اسے اپنا وارث بنائے گا اور اس معاہدے کا نتیجہ یہ تھا کہ نا گیا چندر پا کا وارث بنا۔ یہاں سوال یہ نہیں ہے کہ آیا چندر پا کی موت پر نا گیا مبینہ معاہدے کی مخصوص کارکردگی حاصل کر سکتا تھا۔ کیونکہ، یہ فرض کرتے ہوئے کہ ایک معاہدہ تھا جیسا کہ الزام لگایا گیا تھا اور یہ کہ یہ ایک درست معاہدہ تھا، جو قانون میں قابل نفاذ تھا اور جس کی مخصوص کارکردگی عدالتوں میں مناسب کارروائی کے ذریعے حاصل کی جا سکتی تھی، اپیل گزاروں کے حقوق اس طرح کی مخصوص کارکردگی حاصل کرنا ہوں گے۔ اپیلانٹ کی جانب سے دلیل یہ ہے کہ اگرچہ مخصوص کارکردگی طلب نہیں کی گئی ہے یا معاہدہ نہیں دیا گیا ہے، اس کا اثر چندر پا کی موت پر جائیداد میں مفاد نا گیا کو منتقل کرنے پر پڑے گا۔

اس دلیل کی حمایت میں فاضل وکیل نے ہندوستان میں ہائی کورٹس کے تین فیصلوں اور پریوی کونسل کے فیصلے پر بھی انحصار کیا۔ وقت کے لحاظ سے پہلا فیصلہ چلہ پاپی ریڈی بمقابلہ چلہ کوٹی ریڈی (1) کا معاملہ ہے۔ وہاں موجود حقائق یہ تھے کہ مدعا علیہ کا باپ جسے مسالیریڈی نے ایک خاص رواج کے مطابق داماد کے طور پر منتخب کیا تھا، جو اس کی جائیداد کو اس طرح لے گا جیسے وہ بیٹا ہو اور مسالیریڈی کی موت پر جائیداد پر قبضہ کر لیا ہو۔ اس کے بعد اس نے حصص کے وعدے پر اپنی جائیداد کے انتظام میں مدعی کو اپنے ساتھ منسلک کیا۔ مدعی کئی سالوں تک اس طرح جاری رہا، جائیداد کے انتظام اور بہتری میں مدد کرتے ہوئے، جب تک کہ مقدمہ لائے جانے سے کچھ وقت پہلے، پہلے مدعا علیہ نے مدعی کو دروازے سے باہر کر دیا اور اسے وعدہ شدہ حصہ دینے سے انکار کر دیا۔ مدراس کی ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ پہلے مدعا علیہ کے والد کا معاہدہ اس اثر پر تھا کہ مدعی کو شریک حصص دار کے حقوق میں داخل کیا جا رہا تھا اور مزید، کیونکہ پہلے مدعا علیہ کے ذریعہ والد کے معاہدے کو مکمل طور پر اپنایا یا اس کی توثیق کی گئی تھی۔ اسے اس کے ساتھ رکھا جانا چاہیے اور اس لیے مدعی جائیداد میں شریک حصص دار تھا۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس معاملے کا فیصلہ منتقلی جائیداد ایکٹ 1882 کے نافذ ہونے سے بہت پہلے کیا گیا تھا اور یہ سوال کہ آیا منتقلی کے لیے تحریری دستاویز ضروری تھی، غور کے لیے سامنے نہیں آیا۔

بھلہ نہانا بمقابلہ پر بھوہری (2) میں، جو کہ اگلا معاملہ تھا، جو ہوا وہ یہ تھا کہ ایک گوسائی رامجی نے مدعا علیہ پر بھوہری کے والدین کو لڑکے پر اپنی جائیداد کا تصفیہ کرنے کے ایک واضح وعدے کے ذریعے اسے گود لینے پر آمادہ کیا لیکن اس طرح کے تصفیے پر عمل درآمد ہونے سے پہلے ہی اس کی موت ہوگئی۔ ان کی موت کے تقریبا 30 سال 15 سال بعد رام جی کی بیوہ بھانی نے پر بھوہری کے حق میں اپنے ہاتھ میں موجود جائیداد کے تحفے کے دستاویز پر عمل درآمد کر کے اپنے شوہر کے عہدنامے کو عملی جامہ پہنایا۔ گوسائی رام جی کی جائیداد میں واپسی کرنے والے نے اس کی طرف سے لائے گئے مقدمے میں اس علیحدگی کی صداقت کا مقابلہ کیا۔ یہ قرار دیتے ہوئے کہ علیحدگی درست ہے، بمبئی کی ہائی کورٹ نے نشاندہی کی کہ شوہر کے معاہدوں کی کارکردگی ہندو قانون دانوں کے ذریعہ متعین کردہ مناسب اور ضروری مقاصد میں سے ایک ہے جس کے تحت ایک بیوہ جائیداد کو الگ کر سکتی ہے اور مزید کہا کہ گود لینے والے والد کے وارث اور قانونی نمائندے کو خاص طور پر اپنے معاہدوں کو انجام دینے پر مجبور کرنے کی مساوات برقرار ہے اور اس کی بیوہ کے ہاتھ میں موجود جائیداد اس معاہدے کا پابند ہے۔ آیا تحفے کے دستاویز کی عدم موجودگی میں بھی پر بھوہری جائیداد کے حقدار ہوتے، اس معاملے میں غور کے لیے نہیں آتا تھا۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس معاملے کا فیصلہ بھی منتقلی جائیداد ایکٹ کے نافذ ہونے سے کئی سال پہلے کیا گیا تھا۔

اسیتا موہن گھوش مولک بمقابلہ موہن گھوش مولک (1) میں، متنازعہ سوالات میں سے ایک یہ تھا کہ آیا گود لیا ہوا بیٹا بیٹے کے ساتھ مساوی حصہ لے سکتا ہے۔ مثبت انداز میں سوال کا جواب دیتے ہوئے کلکتہ کی ہائی کورٹ نے یہ فیصلہ کرنے کے بعد کہ ہندو قانون کے تحت گود لیا ہوا بیٹا مساوی حصہ کا حقدار ہے، جس میں ایک ایکرناما کا بھی حوالہ دیا گیا تھا جسے گود لینے والے والد نے تکمیل دی تھی، اور کہا کہ ایکرناما درست اور فعال تھا؛ کہا کہ قانون کے علاوہ بھی، گود لیا ہوا بیٹا اس کا حقدار ہوگا۔ یہ دیکھنا مشکل ہے کہ یہ ہمارے موجودہ مسئلے کو حل کرنے میں کس طرح مدد کر سکتا ہے۔

آخر میں، ماہر وکیل نے ملراجو لکھمی وینکیاما بمقابلہ وینٹا کا نرسمہا اپا راؤ (1) میں پریوی کونسل کے فیصلے پر بھروسہ کیا۔ اس معاملے میں تنازعہ کا بنیادی سوال یہ تھا کہ کیا کوئی مکمل معاہدہ تھا جس کے ذریعے جائیداد کی سابق مالک رانی نے اس بات پر اتفاق کیا تھا کہ جائیداد کا قبضہ اس کی بھانجی وینکیما کاؤ کو اس کی زندگی کے سود کی میعاد ختم ہونے کے فورا بعد دیا جائے گا۔ پریوی کونسل نے فیصلہ دیا کہ ایسا مکمل معاہدہ تھا اور وصول کنندہ کو "اب تصدیق شدہ معاہدے کی شرائط پر" قبضہ فراہم کرنے کی ہدایت کی۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ وینکیما راؤ کے کیس (1) میں یہ فیصلہ ان حکام میں شامل تھا جن پر کلکتہ ہائی کورٹ نے اریف بمقابلہ جدونا تھ مجومدار (2) میں بھروسہ کیا تھا۔ ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ مساوی اصولوں کا نتیجہ جو انگلینڈ میں بہت سے معاملات میں لاگو ہوئے تھے اور جن کا اطلاق وینکیما راؤ کیس میں پریوی کونسل نے بھی کیا تھا، یہ تھا کہ مدعا علیہ نے مستقل کرایہ دار کے حقوق حاصل کر لیے تھے۔ جب یہ معاملہ اپیل (1) میں پریوی کونسل کے پاس گیا تو ہائی کورٹ کے فیصلے کو الٹ دیا گیا۔ پریوی کونسل نے نشاندہی کی کہ وینکیما راؤ کے معاملے میں حکم نامے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ" مساوات کسی قانون کی دفعات کو ختم کر سکتی ہے اور (جہاں کوئی رجسٹرڈ دستاویز موجود نہیں ہے اور کوئی رجسٹرڈ دستاویز حاصل نہیں کی جا سکتی ہے) کسی شخص کو وہ حق عطا کرتی ہے جو قانون نافذ کرتا ہے، صرف ایک رجسٹرڈ دستاویز کے ذریعے دیا جائے گا"۔

اریف بمقابلہ جدوناتھ مجومدار(2) میں پریوی کونسل کا یہ فیصلہ جنوری 1931 میں دیا گیا تھا۔اس سے تقریبا دو سال پہلے دفعہ 53اے کو منتقلی جائیداد ایکٹ میں نافذ کیا گیا تھا جس میں جزوی کارکردگی کے مساوات کے نظریے کو محدود شکل میں متعارف کرایا گیا تھا۔ہماری رائے میں،اس میں کوئی شک نہیں ہوسکتا کہ دفعہ 53اے کے نافذ ہونے کے بعد واحد معاملہ جس میں جزوی کارکردگی کے مساوات کا انگریزی نظریہ ہندوستان میں لاگو کیا جاسکتا ہے جہاں 53اے کے تقاضے پورے ہوتے ہیں۔بالکل واضح طور پر،دفعہ 53اے موجودہ کیس کے حقائق پر لاگو نہیں ہوتا ہے۔اس لیے یہ ماننا ضروری ہے کہ مساوات کے تحفظات ناگیا یا اس کے وارثوں کو زمینوں میں کوئی لقب نہیں دے سکتے جو قانون کے تحت صرف ایک رجسٹرڈ دستاویز کے ذریعے دیا جاسکتا ہے۔

لہذا ہمارا نتیجہ یہ ہے کہ ہائی کورٹ کا یہ فیصلہ درست تھا کہ ناگیا یا اس کے وارثوں نے جائیداد پر کوئی حق حاصل نہیں کیا تھا۔اس کے مطابق اپیل مسترد کردی جاتی ہے۔کیس کے حالات میں،ہم اخراجات کے حوالے سے کوئی آرڈر نہیں دیتے۔

اپیل مسترد کردی گئی۔

Sheikh Javiad Alam
2024.05.09 16:07
I am the author of this document